وہ آخری مرض جس میں مبتلا ہو کر آپ نے امت کو الوداع کہا، ماہ صفر ہی کی آخری تاریخوں سے شروع ہوا تھا کیا یہ مسلمانوں کی انتہائی بے شرمی، بلکہ خلل ایمانی نہیں ہے کہ انھوں نے اپنی جہالت سے ان انتہائی قلق واضطراب رنج ومصیبت کے دنوں کو مسرت وشادمانی کے مشغلوں اور سرور وانبساط کی محفلوں میں تبدیل کر دیا؟ مسلمانوں ہوش میں آؤ! اور "آخری بدھ" کی اس بیہودہ رسم سے توبہ کرو۔ یہ سنت نہیں بلکہ بدترین بدعت ہے یہ عبادت نہیں بلکہ سخت ترین گناہ ہے۔ یہ اظہار محبت نہیں بلکہ اعلان شقاوت وعداوت ہے نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

میلاد نبوی

ڈاک خانے کی مقررہ تاریخ کی پابندی کی وجہ سے ہم کو محدث بجائے عربی مہینوں کی موافقت کے انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ کو شائع کرنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے عربی مہینوں کی مناسبت سے بعض اصلاحی اور وقتی مضامین شائع کرنے میں ہم کو بڑی دقت پیش آتی ہے۔ چنانچہ ذی الحجہ کا مضمون ذیقعدہ میں اور محرم کا ذی الحجہ میں شائع کرنا پڑا۔ اسی طرح ماہ ربیع الاول کے متعلق مضامین ہم ابھی صفر ہی میں شائع کر رہے ہیں ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو "جشن میلاد النبی" اپنے مخصوص اور مروجہ انداز میں منایا جائے گا جس میں بجائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سیرت آپ کی مقدس زندگی کے سچے واقعات اور نظام زندگی کے تمام شعبوں پر عمل پیرا ہونے کے بے نظیر نمونے، اور ہدایات کے انمول موتی دنیا کے سامنے پیش کئے جائیں غلط اور بے سروپا افسانے بے بنیاد اسرائیلی روایات۔ فضول اور لایعنی قصے لوگوں کو سنائے جائیں گے۔ جس میں نہ دنیوی صلاح ہے اور نہ اُخروی فلاح۔ کاش مسلمان سال بھر میں صرف ایک دن کی، اس رسمی دھوم دھام کو چھوڑ کر اپنی زندگی کے ہر لمحے اور اپنی حیات کے ہر سانس میں اسوۂ نبوی کو پیش نظر رکھیں اور نہ صرف عبادات ہی میں آپ کی پیروی کریں بلکہ معاملات، اقتصادیات معاشیات اور سیاسیات میں بھی آپ ہی کو اپنا رہبر ورہنما بنائیں کہ اس سے بہتر نہ کوئی رہبر ورہنما آج تک پیدا ہوا، اور نہ آئندہ پیدا ہوگا۔ صلی اللہ علیہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا

مسلمان اور نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت

(از مولوی ابو شحمہ خاں صاحب متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

آں راز کہ در سینہ نہانست نہ وعظ است + بردار تواں گفت بہ منبر نہ تواں گفت

انقلاب زمانہ کی نیرنگیاں قوموں کے افعال واطوار پر کافی اثر انداز ہوتی ہیں دنیا گو نہیں بدلی مگر دنیا کی ہر شے کا غلاف ضرور بدلا نظر آتا ہے ماہ ربیع الاول میں مسلمان جشن ومسرت کا بہت بڑا راز مضمر سمجھتے ہیں

کیونکہ اس آنے والے مہینہ ہی میں خداوند قدوس کی رحمت عامہ کا ظہور ہوا۔ اس نے اپنے برگزیدہ رسول کو بھیجکر دنیا کے سر سے کفر وضلالت کی گھنگھور گھٹاؤں کو چھانٹ دیا۔ داعی حق کی پیدائش ہوتے ہی دنیا کی ساری غمگینیاں دائمی راحتوں سے بدل گئیں۔ اس مہینہ کا نام سنتے ہی مسلمان کے دل میں سرور وانبساط کی لہر دوڑ جاتی ہے اور اپنے نبی برحق کی یاد میں شیفتگی اور بیخودی کے عالم میں نغمہ سرائی کرتا ہوا دکھائی دیتا ہے ھوالذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ خدا ہی وہ ذات ہے جس نے دنیا کی سعادت کے قیام اور ضلالت وگمراہی کے مٹانے کیلئے اپنے نبیؐ کو دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کا دین تمام ادیان باطلہ پر غالب آجائے اگرچہ یہ مشرکوں کے دلوں پر بہت ہی شاق گذرے"۔ اس ماہ کی حقیقی خوشی تو اسی لئے ہوسکتی ہے کہ اس مہینہ میں کفر وضلالت پر فصل خزاں طاری ہوگئی اور حق کا موسم ربیع شروع ہوا۔ لیکن افسوس اے غافل مسلمانو! آج باغ اسلام میں کفر والحاد کی مسموم ہوائیں چل رہی ہیں جن کے اثرات سے حق وصداقت کی کلیاں مرجھا چکی ہیں پھر کیا ہوگیا ہے کہ موسم بہار کی یاد میں سرشار اور اس کی خوشیاں منانے میں شاداں ہو لیکن خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے اگر یہ مہینہ مسلمانوں کو جشن ومسرت کا پیغام دیتا ہے اور اس میں سب لوگ شاداں وفرحاں نظر آتے ہیں کیونکہ اس مہینہ میں آنے والے نے مسلمانوں کو سب کچھ دیا تو ایک حساس دل رکھنے والے کیلئے اس سے بڑا غم بھی کیا ہوسکتا ہے کہ اس مہینہ میں آنے والے نے جن چیزوں کی امانت مسلمانوں کے سپرد کی تھی ان کو انھوں نے برباد کر دیا در اصل یہ مہینہ ایک طرف تو ان کی پرانی شان وعظمت انھیں یاد دلا کر دوسری طرف ان کی غلامانہ ذہنیتوں پر ماتم کناں گذر جاتا ہے۔ آہ موجودہ مسلمان اور ان کے گھروں سے خوشی کا پیام؟ ؎

ماخانہ رسیدگان ظلمیم ✤ پیغام خوش از دیار ما نیست

ہر شخص اجتماع مسلمین سے اپنے گھروں کے آباد کرنے میں سرگرداں وحیراں لیکن اجڑے ہوئے دلوں کی آبادی کی فکر کس کو؟ مسلمانوں کے گھروں میں آج کافوری شمعیں جلائی جائیں گی مگر وہ چراغ جس کو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس قبل وادی ام القریٰ کے پیغامبر نے دلوں کی کوٹھڑیوں کے روشن کرنے کیلئے جلایا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے ہاتھوں سے گل کر دیا آج محفلیں گلدستوں سے سجائی جاتی ہیں مگر ایمان کا پھول مرجھایا ہوا ہے کاش یہ سب نہ ہوتا لیکن مسلمانوں کا قلب نور ایمان سے معمور ہوتا عظمت اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کی مشام روح یکسر خالی نہ ہوتی ان کے دلوں کی اجڑی ہوئی بستی آباد ہوتی ان کے اعمال میں اسوۂ نبوی کے ترانے نظر آتے زندگی کا کوئی شعبہ نہیں جو آپ کی سیرت پاک کے مطالعہ سے حل نہ کیا جاسکتا ہو آپ نے اقتصاد فی العمل (میانہ روی) کا مطلب عملی صورت سے سمجھایا مگر افسوس مسلمان اس سے کوسوں دور ہیں یہی وجہ ہے کہ مالی مشکلات اور دیگر مصائب وشدائد کے آماجگاہ بنے رہتے ہیں آج مسلمان عمدہ عمدہ کھانوں فاخرہ لباسوں مزین محلوں کا شب وروز خواب دیکھ رہے ہیں حالانکہ کم سے کم خرچ میں جو زندگی گذاری جاسکتی ہے ہمارے ہادی صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس پر اپنی زندگی کے ایام گذارے۔

خانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت آخری ایام میں آپ کے پاس نو بیویاں تھیں ہر بیوی کے لئے الگ الگ کمرہ خاص ہوتا تھا نہ تو صحن تھا نہ دالان اور نہ دوسری ضروریات کے لئے کوئی اور کمرہ الگ ان کوٹھڑیوں کی وسعت چھ سات ہاتھ سے زیادہ نہ تھی۔ دیوار مٹی کی تھی چھت کھجور کی پتیوں سے چھائی ہوئی تھی حجرہ کی بلندی اتنی ہوتی کہ آدمی کھڑا ہوکر بخوبی چھت کو چھو سکتا تھا۔ آج مسلمانوں کی شان و شوکت کی یہ حالت ہے کہ چاہے ان پر کسی ساہوکار کا کتنا ہی باقی ہو مگر اپنی ظاہری ٹیپ ٹاپ اور اپنے مسرفانہ اخراجات میں کمی نہ کریں گے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویاں بڑے بڑے معزز گھرانوں سے تھیں ناز و نعمت کی پروردہ تھیں جن کی طبیعت کا میلان لطیف غذا اور عمدہ لباسوں کی طرف تھا لیکن جو کچھ ان کے لباس کی کیفیت تھی وہ خود ان کی ایک چہیتی بیوی کی زبان سے سن لیجئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں ماکانت لاحدانا الا ثوب واحد (بخاری) ہم تمام بیویوں کے پاس ایک جوڑا کپڑے سے زیادہ نہ تھا۔ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسلمان کھانا پینا پہننا اوڑھنا چھوڑ دیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ جن کو اللہ نے دیا ہو وہ اسراف سے بچکر کفایت شعاری اختیار کریں۔ اور جو غریب ہوں وہ قرضے لیکر فیشن نہ بنائیں بلکہ سادگی کے ساتھ زندگی گذاریں اور چادر میں جتنی وسعت ہو وہیں تک پاؤں پھیلائیں۔

تواضع نبوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خواہ غیر کا کام انجام دینے میں عار نہ تھا اپنے گھر کا سارا کام اپنے ہی ہاتھوں سے کرلیا کرتے حتیٰ کہ غلام بیٹھا ہوا ہے پھر بھی آپ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے کپڑوں میں پیوند لگا رہے ہیں جھاڑو اپنے گھر میں بنفس نفیس دے لیا کرتے تھے سودا بازار سے برابر لایا کرتے تھے غریبوں مسکینوں اور اپنے خادموں کیساتھ بیٹھکر کھانا کھایا کرتے ان سے بات چیت کرنے میں بالکل عار نہ تھا۔ محتاج سے محتاج شخص اگر بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے مفلسوں کے یہاں جاکر ان کی حالت دریافت فرماتے جب کسی مجمع میں آپ تشریف لے جاتے تو جہاں جگہ ملتی وہیں بیٹھ جاتے۔ بیٹھنے میں کوئی شاہانہ و امیرانہ امتیازی شان نہ بناتے۔ تواضع کی انتہا یہ ہے کہ آپ اپنے لئے کبھی حد سے بڑھے ہوئے تعظیمی الفاظ پسند نہ فرماتے ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ کو بدیں الفاظ مخاطب کیا اے ہمارے آقا اور ہمارے آقا کے بیٹے۔ آپ نے فرمایا اے لوگو تقویٰ اختیار کرو کہیں شیطان تم کو گمراہ نہ کر دے۔ آپ کو راستے میں جب بچے کھیلتے ہوئے دکھائی دیتے اور اس طرف سے آپ کا گذر ہوتا تو آپ پہلے ان پر السلام علیکم فرماتے۔ ایک مرتبہ نجاشی شاہ حبش کے یہاں سے چند مہمان آئے آپ ان کی خدمت برابر کرتے رہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا کہ آپ حکم فرمائیے ہم لوگ ان کی خدمت کریں فرمایا نہیں ان لوگوں نے ہمارے دوستوں کی خدمت کی ہے ہم خود ان کی خدمت کریں گے۔

حسن معاملہ ایک مرتبہ ایک شخص سے چند صاع کھجوریں بطور قرض کے لیں چند دنوں کے بعد حاضر خدمت ہوا اور تقاضا کیا آپ نے ایک صحابی کو فرمایا کھجوریں ادا کرو وہ شخص کھجور جب دینے لگا تو قرضخواہ نے

لینے سے انکار کردیا کہا ہماری کھجور اس سے عمدہ تھی اس شخص نے کہا تم رسول اللہ کی دی ہوئی کھجور واپس کرتے ہو اس نے کہا رسول اللہ سے عدل کی امید نہیں ہوگی تو کس سے ہوگی یہ جملہ سنتے ہی آپ کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے اور فرمایا بالکل سچ کہا، قبل نبوت جن لوگوں سے آپ کے تعلقات تاجرانہ تھے وہ لوگ ہمیشہ آپ کے مداح اور آپ کی دیانت کے معترف تھے چنانچہ قریش مکہ ہی کی طرف سے آپ کو امین کا لقب ملا تھا بعض دفعہ کسی شخص کی کوئی چیز خریدتے تو قیمت اور وہ چیز دونوں اسے دیدیتے۔ حضرت عمرؓ کا اونٹ جب آپ نے خریدا تو قیمت بھی ادا کی اور اونٹ کو بھی حوالہ کردیا۔ اسی طرح حضرت جابر کے ساتھ بھی ہوا۔

عورتوں پر آپ کا احسان

ہر مذہب میں صنف ضعیف (عورتیں) ذلیل شمار ہوتی رہیں اور اگر ان بانیان مذہب کے اقوال پر غور کیا جائے تو معلوم ہوجائیگا کہ اس صنف نازک کے ساتھ اپنے متبعین کو کس قسم کی معاشرت کا سبق دیا۔ گوتم بدھ کو لے لیجئے کہ انھوں نے عورتوں کو ایک حقیر چیز سمجھا اور کہا عورتیں مردوں کے حق میں زہر قاتل سے کم نہیں اسلام پہلا مذہب ہے جس نے عورتوں کی فریادرسی کی۔ اس کے بانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پہلے شخص ہیں جنھوں نے صنف نازک کو آبگینہ کے ساتھ تشبیہ دی اور فرمایا کہ ان کے ساتھ تندخوئی سے نہ پیش آؤ یہ بہت جلد دل شکستہ ہوجاتی ہیں اگر کوئی آپ کی سیرت پاک کا مطالعہ کرے تو معلوم ہوجائے گا کہ آپ کا طرز معاشرت مستورات کے ساتھ کیا ہے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قرابت کی بہت سی بی بیاں آپ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھیں اور اپنے اپنے خیالات کا بے محابا اظہار کررہی تھیں اتنے میں حضرت عمرؓ آپہنچے ان کو دیکھتے ہی حجروں میں چھپ گئیں آپ ہنس پڑے حضرت عمرؓ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ خنداں رکھے ہنسی کی وجہ کیا ہے آپ نے فرمایا اے اپنی جان کی دشمنوں مجھ سے تو خوف کرتی ہو اور اللہ کے رسولؐ سے نہیں ڈرتی انھوں نے جواب دیا تم اللہ کے رسولؐ کی نسبت بہت سخت مزاج ہو ایک مرتبہ آپ حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں منہ ڈھاکے ہوئے آرام فرماتے تھے چند چھوٹی چھوٹی بچیاں کچھ جنگی اشعار گا رہی تھیں ادھر سے حضرت ابوبکرؓ کا گذر ہوا، انھوں نے ڈانٹا آپ نے فرمایا کچھ مت کہو یہ بچیاں عید کی خوشی منا رہی ہیں چونکہ عورتیں زیادہ ضعیف القلب ہوتی ہیں اس لئے آپ انکی خاطرداری کا بہت لحاظ فرماتے تھے آپ کی رضاعی ماں حلیمہ سعدیہ جب آتیں تو آپ فرط محبت سے اپنی چادر بچھا دیتے اور اس پر بیٹھنے کی درخواست کرتے۔

خادموں اور بچوں پر شفقت

آپ کا یہ معمول تھا کہ آپ جب سفر سے تشریف لاتے اور سواری پر بیٹھے ہوتے تو راستے میں جو بچے ملتے ان کو اپنے ساتھ بٹھلیتے اور پہلے آپ السلام علیکم فرماتے اجب کوئی شخص نیا میوہ تحفہ دیتا تو کم سن بچوں کو تلاش کرکے کھلاتے۔ ایک صحابی کا بیان ہے کہ میں بچپن میں باغوں میں چلا جاتا اور ڈھیلوں سے مار مار کر کھجوریں گراتا پھر کھاتا۔ ایک شخص ایک مرتبہ پکڑ کر آپ کی خدمت میں لایا آپ نے فرمایا کھجوریں کیوں توڑتے ہو عرض کیا یارسول اللہ کھانے کے لئے فرمایا توڑو مت زمین پر جو کھجور گری ہوئی ملیں اس کو کھا سکتے ہو، اس کے بعد میرے سر پر ہاتھ پھیرا، اور

دعا فرمائی، آپ کبھی نماز میں ہوتے اور دفعۃً کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے تو نماز ہلکی کر دیتے تاکہ اس کی ماں فتنہ میں نہ پڑ جائے آپ کی شفقت مسلمان ہی بچوں پر صرف نہ تھی بلکہ مشرکوں کے بچوں کو بھی پیار کرتے تھے غلاموں کے متعلق آپ ہمیشہ یہ کہا کرتے یہ تمہارے بھائی ہیں جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ ان کے معاملہ میں انصاف کرو حتٰی کہ مرض الموت میں سب سے آخری وصیت یہی فرمائی کہ "غلاموں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو" پس مسلمانوں اس اسوۂ نبوی پر عمل پیرا ہو کر اپنی دنیا اور دین دونوں کو سنوارو کہ اسی میں بڑی فلاح اور دائمی نجات ہے

آنحضورؐ کی رسالۃ عامہ

(مولوی سعد یمانی صاحب متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

حضرات! بعثت محمدیہ کو جن امور کی وجہ سے دیگر ہستیوں سے امتیاز حاصل ہے منجملہ ان امور کے ایک امر یہ ہے کہ یہ بعثت عامہ ہے دوسری بعثتوں کی طرح خاص قوم اور محدود زمانہ میں منحصر نہیں۔ آپ کی بعثت سے پہلے جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے کسی نے اپنی بعثت کے عموم کا دعوٰی نہیں کیا بلکہ ہر ایک نے اپنے قول و فعل سے اسی بات کا ثبوت دیا کہ وہ خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔ میں مثال کے طور پر دو ایک واقعہ بیان کر کے اصل مقصود کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

کتاب استثنار (موسٰی کی پانچویں اور آخری کتاب) میں ہے موسٰی نے ہمکو ایک شریعت فرمائی جو کہ یعقوب کی جماعت کی میراث ہے۔ باب ۳۳ درس ۴ اس فقرہ نے شریعت تورات کا خاص اسرائیلیوں کیلئے ہونا ظاہر کر دیا۔ انجیل متی کا مطالعہ کیجئے جس میں ایک کنعانی عورت کا قصہ مذکور ہے کہ حضرت مسیحؑ کے پاس اسلئے آتی ہے تاکہ حضور اپنی معجزانہ طاقت سے اس کی بیمار بیٹی کو چنگا کر دیں چونکہ وہ غیر اسرائیلی تھی اس لئے جواب ملتا ہے کہ میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کی طرف نہیں بھیجا گیا وہ سجدے میں گرتی ہوئی کہتی ہے اے خداوند میری مدد کیجئے آپ فرماتے ہیں مناسب نہیں کہ لڑکوں کی روٹی لیکر کتوں کیطرف پھینک دیں۔ تعجب کی بات ہے کہ حضرت مسیحؑ نے تو اپنے دست کرم سے ایک غیر اسرائیلی بڑھیا کی مدد کرنے سے بھی انکار کر دیا لیکن ان کی جھوٹی اتباع کے دم بھرنے والوں نے اس کی مسخ شدہ صورت کو لیکر دنیا کی نجات کا ٹھیکہ لے لیا۔ مسیح نے تو جب اپنے بارہ شاگردوں کو تبلیغ کی غرض سے بھیجا تو کہدیا کہ خبردار! غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا لیکن موجودہ مسیحیوں نے اس کی بے روح قالب کو کندھے پر ڈالکر ساری دنیا کا سفر کرنا شروع کر دیا رحمۃ للعالمین کے ظہور سے پہلے جب اوس اور خزرج کیساتھ ان کی لڑائی تھی جب کبھی لڑائی میں انھیں شکست دکھائی دیتی تھی تو "نبی مبشر بہ" خاتم الانبیاء (روحی فداہ) کے وسیلہ سے دعا مانگتے تھے اور دشمن پر فتح و غلبہ چاہتے تھے